www.oqasa.org
OQASA

بنی نوع انسان اور مخلوق خدا کی نجات کا راستہ پیغمبران کا راستہ ہے

عنایت اللہ

(۱)انسان فطرت کی ایک شاہکار تخلیق ہے۔افضل المخلوقات ہے۔احسن تقویم بھی ہے۔عقل وشعور کا مالک بھی اور ذہین وفطین بھی ہے اور قلب سلیم کا وارث بھی ہے۔اسکے پاس غم کے آنسو بھی ہیں اور خوشی کے قہقہے بھی۔انسان کی روح کے ساز سے کبھی آنسوؤں کا سوز اور کبھی قہقوں کے نغمات کی دھنیں تیار ہوتی رہتی ہیں۔انسان مجبور بھی ہے اور کسی حد تک صاحب اختیار بھی۔ازلی بھی ہے اور ابدی بھی۔انسان اس دارالفناہ میں آتا ہے اور چلا بھی جاتا ہے۔کبھی اس کے سر پر تاجوری کا تاج ہوتا ہے اور کبھی اسکے سر پر شور نوحہ گری بھی ہوتا ہے۔اس فناہ کے دیس میں انسان بھول جاتا ہے کہ اس نے ساٹھ،سو سال کی زندگی کو اس جہان میں گذارنے کے بعد کسی نا معلوم منزل کی طرف چلے جانا ہے۔جانے سے پہلے اس کو فیصلہ کر لینا چاہئے۔کہ وہ کونسی حالت میں واپس جانا چاہتا ہے۔خیر کا داعی یا شر کا داعی بن کر۔بنی نوع انسان کو اس حقیقت کا شعور ابتدائی تعلیم سے جاری کرنا ضروری ہوتا ہے جو نہیں ہو رہا۔خوف خدا اور دنیا کی بے ثباتی کی شعوری بیداری سے اس کی آنکھ کھل سکتی ہے جس سے وہ مخلوق خدا کیلئے بے ضرر اور منفعت بخش بنایا جا سکتا ہے۔یہ کرامت صرف پیغمبران کے نظریات اور مذاہب کی تعلیمات میں مضمر ہے۔

۲۔انسان اس دنیا میں آتا ہے تو اسکے پیدا ہونے سے پہلے ایک سماج،ایک ماحول،ایک تہذیب،ایک تمدن اور ایک معاشرہ موجود ہوتا ہے۔وہ دنیا میں آتے ہی اس دائرہ میں مقید ہو کر رہ جاتا ہے۔انسان اسی نظام حیات اور ضابطہ حیات میں منزلوں کے راستوں کا چناؤ کرتا ہے۔اپنے دنیاوی مقصد کو اپنی منزل تصور کرتا ہے۔ اور زندگی بھر شادابی عمل میں محو رہتا ہے۔زندگی دینے والا زندگی طلب کر لیتا ہے۔انسان خالی ہاتھ آتا ہے اور خالی ہاتھ واپس چلا جاتا ہے۔اسکے تمام وسائل،اسکا جمع شدہ تمام مال ومتاع،اسکے تمام ہمسفر،اسکے تمام رشتہ دار،اسکے تمام عزیز واکارب،اسکے بال بچے،اسکے دوست اور اسکی عمر بھر کی کمائی لٹ جاتی ہے۔اسکی تمام فتوحات شکست میں بدل جاتی ہیں۔اور وہ تن تنہا اپنی آخری منزل کی طرف لوٹ جاتا ہے۔سرکاری درجات،سیاسی درجات،بادشاہی درجات بے مقصد اور بے معنی الفاظ کی حثیت اختیار کر جاتے ہیں۔ہم اپنے ساتھی کو جدا کر بیٹھتے ہیں۔یہ جدائی کی گھڑی،یہ وقت انسان کو دنیا کی بے ثباتی کے حقائق سے آگاہ کرتا ہے۔کہ یہ زندگی کسی اور کی ہے۔اور ہم کسی اور کے پروگرام کے حصہ ہیں۔یہ سوچ،یہ فکر انسان کو غور کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔انکا جدا ہونے والا ساتھی اس جہان رنگ وبو کی رونقوں کا ایک دلربا منظر ہی تو تھا۔نیکی اور خیر کا سہانا خواب ہی تو تھا۔دلوں کی لطافتوں کا ایک مضراب ہی تو تھا۔روح کو معطر کرنے والی ایک خوشبو ہی تو تھا۔

۳۔کچھ لوگ اس تصور کے کرشمہ سے عوام الناس سے مختلف اور متضاد عمل سے دوچار ہو جاتے ہیں۔دنیا سو رہی ہوتی ہے اور وہ جاگ رہے ہوتے ہیں۔وہ بے خبر زندگی میں باخبر ہو جاتے ہیں۔حکمران اپنے جشنوں میں اور عوام الناس اپنی ضروریات کے حصول میں مصروف ہو جاتے ہیں اور یہ انکے انجام کی تلخیوں پر آنسو بہا رہے ہوتے ہیں۔وہ پوری انسانیت کی خدمت اور ادب بجالانے میں ہمہ تن محو ہوتے ہیں۔وہ ظالم کا ہاتھ روکنے میں غفلت نہیں کرتے اور مظلوم کو ظالم کی اذیتوں سے نجات دلانے میں بھی کوتاہی سے کام نہیں لیتے۔وہ انکی خیر

کی دعائیں مانگ رہے ہوتے ہیں ۔یا اللہ! تو بنی نوع انسان کو پیغمبران کے نظریات اور تعلیمات اور ضابطہ حیات اور انکے کردار سے نواز، تا کہ دنیا امن کا گہوارہ بن سکے ۔یا اللہ ۔تو اس قافلے کے ہدی خوانوں کی آرزو کو قبولیت کا شرف بخش ۔امین

۴۔غفلت کی زندگی سے انسانی عقل سنگدل بن جاتی ہے ۔وہ انسانی دکھوں کے درد اور رنج و الم کے عرفان سے محروم ہو جاتی ہے ۔

جمہوریت کے پروردہ سیاست دانوں اور حکمرانوں کے دانشوروں کا علم اور عمل سچائی اور صداقتوں کا رہزن بنتا چلا جاتا ہے ۔وہ حکومتی بالا دستی حاصل کرنے کے بعد، پیغمبران کی خدائی آواز کو عالم گیر سطح پر اسیر بنا چکے ہیں ۔وہ اپنی حاکمیت کو قائم رکھنے کیلئے سیاسی دانشوروں، سکالروں کا تیار کردہ جمہوریت کا طرز حکومت دنیا بھر کے ممالک پر نافذ العمل کیئے بیٹھے ہیں ۔مادیت اور اقتدار پرستی کی آگ انبیا علیہ السلام کی تعلیمات اور ضابطہ حیات کو خاکستر کیئے جا رہی ہے ۔جمہوریت کی سرکاری بالا دستی ملکوں اور پیغمبران کی امتوں کو، انکے نظریات اور انکے ضابطہ حیات سے محروم کیئے جا رہی ہے ۔مذہب کی تعمیری قوتوں کو مذہبی الہامی، روحانی نظریات انکے ضابطہ حیات اور انکی تعلیمات اور انکے تہذیب و تمدن کو فروغ دینے سے منقطع کیئے جا رہی ہے ۔دراصل جمہوریت کا طرز حکومت بڑی بے دردی سے مذاہب کی تعلیمات انکے فلاحی ضابطوں، انکی صداقتوں، انکے حسن اخلاق، انکے حسن کردار، انکے حسن اعمال کے نقش مٹاتی جا رہی ہے ۔سیاستدان اور حکمران جمہوریت کی بالا دستی اسکی تعلیمات، اسکے نظریات، اسکے ضابطہ حیات کی ملکی سطح پر قانونی برتری اور پابندی سے پیغمبران کی امتوں کے افراد کو نمرود، فرعون اور یزید کے تہذیب و تمدن میں کنورٹ کیئے جا رہے ہیں ۔انسان مذہب اور جمہوریت کے دانشوروں کے تیار کردہ جمہوریت کے مذہب، کے تضاد کا شکار اور جمہوریت کے سرکاری قائدین کے نظام اور سسٹم کی زندگی کا مسافر بن چکا ہے ۔تمام پیغمبران کی تمام امتیں اس فتنہ میں مبتلا ہو چکی ہیں ۔پوری انسانیت اس المیہ کا شکار ہو چکی ہے ۔سلسلہء پیغمبراں کو ماننے والے صاحب بصیرت انسانوں سے ملتجی ہوں کہ وہ مذہب کی روشن و منور صداقتوں کا راستہ اپنانے میں عوام الناس کی رہنمائی فرماویں ۔

۵۔اس جمہوریت کے نظام، اسکے نظریات، اسکی تعلیمات، اسکے سیاسی دانشوروں کے تیار کردہ ضابطہ حیات، اسکے تعلیمی نصاب اور اسکے تعلیمی اداروں کی سرکاری بالا دستی، انکا تیار کردہ معاشرہ، انکا معاشی نظام، انکا معاشرتی نظام، انکا تیار کردہ تہذیب و تمدن، جمہوریت کا طرز حکومت، اسکے سیاستدان، اسکے حکمران، اسکے قوانین و ضوابط تیار کرنے والے سیاسی ادارے، اسکے تیار کردہ اخلاقیات، اسکے عدل و انصاف کے اصول، اسکے ازدواجی زندگی کے ضابطے، اسکے جنسی آزادی کے قوانین، اسکے مخلوق خدا پر جنگیں مسلط کرنے کے آداب، اسکا بیگناہ مخلوق خدا کے معاشی اور معاشرتی قتال کا انسانیت سوز طریقہ کار کی تمام اذیتوں کا حل تلاش کرنے کیلئے، اس المیہ کے قائدین سے نجات حاصل کرنے کیلئے، اس فتنہ کو ختم کرنے کیلئے، مخلوق خدا اور انسانیت کو جمہوریت کی گمراہی اور اسکی تباہی سے بچانے اور اس سانحہ سے نکالنے کیلئے تمام مذاہب کے نظام، انکے نظریات، انکی تعلیمات پیغمبران کے الہامی، روحانی اور نورانی ضابطہ حیات، انکے تعلیمی نصاب، انکی تعلیمی درسگاہوں کا نظام، انکا تیار کردہ معاشرہ، انکا معاشی نظام، انکا معاشرتی نظام، ان کا ثقافتی نظام، انکا تیار کردہ تہذیب و تمدن، انکا طرز حکمرانی، انکے مذہبی پیشوا، انکے حکمران، انکے الہامی، روحانی قوانین و ضوابط، انکے دینی ادارے، انکے تیار کردہ اخلاقیات، انکے عدل و انصاف کے اصول، انکے ازدواجی زندگی کے ضابطے، انکے رشتوں کے تقدس، انکے جنسی پابندی کے اصول، انکے

مخلوق خدا کو جنگوں سے محفوظ کرنے کے آداب، انکا بے گناہ مخلوق خدا کا قتال، اذیتوں اور دکھوں سے نجات دلانے اور تحفظ فراہم کرنے کے الہامی طریقہ کار، کا موازنہ کرنے اور پرکھنے، گناہ اور جرم کے ضابطوں کو سمجھنے اور گناہ اور جرم کے اخلاقیات کو سمجھنے کیلئے، اچھائی اور برائی، نیکی اور بدی خیر اور شر کی پہچان اور انسانیت کی تباہی کا تدارک اور فلاح کی روشنیوں کو پھیلانے کے لئے بین الاقوامی سطح پر جمہوریت کے سیاسی دانشوروں کے تیار کردہ اخلاقیات اور مذہب کے اخلاقیات اور الہیات کے وارث صاحب بصیرت پیشواؤں کو دعوت فکر کیلئے یہ مسودہ پیش کیا جا رہا ہے۔ کہ وہ انسانیت کی رہنمائی فرماویں۔ کہ کونسا نظام عمل بہتر اور قابل ستائش ہے جس سے انسانوں کو جنگوں، جنگی اذیتوں، زخموں، دکھوں، بھوک، انسانی قتال اور انسانی تباہی سے بچایا جا سکے۔ مذاہب پرست امتوں کو انکے پیغمبران کے بتائے ہوئے الہامی اور روحانی اخلاقیات کے راستوں پر گامزن کیا جا سکے۔ تاکہ پیغمبران کی الہامی کتب انکی رہنمائی کا فریضہ ادا کر سکیں۔ انکے دلوں کو اخوت و محبت، عزت و احترام، شفقت و ادب، اعتدال و مساوات، عدل و انصاف اور خدمتِ خلق کے نور سے منور کر سکیں۔ دنیا میں امن وسکون کی قندیلیں روشن ہو سکیں۔ آؤ!۔۔ پوری انسانیت کو اخلاقیات انبیا علیہ السلام اور سیاست کے قائدین اور ان کے دانشوروں کے اخلاقیات کے فرق اور انکے تضادات سے انسانیت کو آگاہ کریں۔ اسکے علاوہ پیغمبران کی تمام امتوں اور پوری انسانیت کو تابع فرمان الٰہی کے روشن پہلوؤں سے روشناس کروائیں۔

۶۔ پیغمبران کی تعلیمات ہمیں انسان سے محبت اور خدمت کا راستہ دکھاتی ہے۔ ہم نیکی بدی انسان کے ساتھ کرتے ہیں۔ ہمارا گناہ ثواب انسانوں کے ساتھ مشروط ہے۔ انسانوں کے چہرے ہی حسن تکمیل اور احسن تکمیل ہیں۔ اگر دنیا میں ہمارے سوا کوئی انسان نہ رہے تو جزا سزا کا تصور باقی نہیں بچتا۔ انسانوں کی تخلیق سے ہی دنیا کی رونقیں موجود اور بحال ہیں۔ پیغمبران کے ذریعہ ہی انسانی سنگتیں بنتی اور انکی امتیں تیار ہوتی ہیں۔ ہم پیغمبران کے بتائے ہوئے راستے پر زندگی کا سفر جاری رکھتے ہیں۔ اللہ تعالٰی کے خوف کا شعور پیغمبران کے ذریعہ ہمیں عطا ہوا۔ خوف الٰہی ہی ہمیں گناہوں اور ظلم سے بچاتا ہے۔ خوف الٰہی ہی ہمیں انسانوں کے ساتھ نیکی کرنے کی طرف راغب کرتا ہے۔ جب انسان کسی پیغمبر کو اپنا ہادی یا رہنما مان لیتا ہے۔ تو انسان اسکے بتائے ہوئے راستے کے مطابق سفر کرتا ہے۔ اللہ تعالٰی کے احکام کی عملی اور حتمی شکل اس پیغمبر کی تعلیمات، اسکے اخلاق حسنہ اور اسکے کردار حسنہ اور اسکی حیات طیبہ کی صفات میں منور اور روشن ہوتی ہے۔

۷۔ کسی پیغمبر کی امت کے منافق انکے نظریات کو انکی تعلیمات کو اور انکے ضابطہ حیات کو توڑتے اور مسخ کرتے ہیں۔ وہ انکے امتی نہیں کہلا سکتے۔ یہودیت، عیسائیت اور مسلمانوں کے اقتدار پرست قائدین، سیاستدانوں، حکمرانوں اور بادشاہوں نے اپنے اپنے ممالک میں پیغمبران کی امتوں کو اقتدار کی نوک پر جمہوریت کے ضابطہ حیات میں بری طرح مقید کر رکھا ہے۔ انہوں نے کمال دھوکہ بازی سے مذاہب کی بالادستی اور سرفرازی کو پسِ پشت ڈال کر، انکے نظریات، انکی تعلیمات اور انکے ضابطہ حیات کو منسوخ، معطل اور ختم کر کے اور انکو معبد، کلیسا اور مسجد کی آہنی سلاخوں میں بند اور مقید کر دیا۔ اور اسکے بدلے جمہوریت کے سیاسی قائدین اور انکے اسمبلیوں کے دانشوروں کے نظریات، انکی تعلیمات اور انکے ضابطہ حیات کی بالادستی حکومتی سطح پر نافذ العمل کر کے مذاہب کی روحانی، الہامی تعلیمات، انکے نظریات، انکے اخلاقیات، انکے حسن اعمال، انکے حسن کردار اور انکی اعلیٰ صفات کو کچلنے کا عمل جاری کر رکھا ہے۔ دنیا بھر کے مذاہب پرست

اقوام اور ممالک کے سیاستدان، انکے سیاسی دانشور، انکے مادہ پرست رہبر، انکے اقتدار کی سیاسی جنگیں لڑنے والے قائدین اور حکمرانوں کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ وہ کن کے ایجنٹ ہیں۔ کن کے نمائندے ہیں۔ کن کی تعلیمات، کن کے نظریات اور کن کے ضابطہ حیات کے پیروکار ہیں۔ انکو ان حقائق پر ایک نظر دیکھ لینا چاہئے۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ انہوں نے تمام عالم مذاہب کو منافقت اور کفر کے تضاد کے بدترین جمہوریت کے ضابطہ حیات میں مبتلا کر رکھا ہے۔ کیا انکو ان حقائق کی روشنی میں اپنی منزل کا رخ درست سمت کی طرف موڑنا چاہئے یا نہیں۔ اگر اب بھی وہ پیغمبران کے ضابطہ حیات کی طرف رخ نہیں موڑتے۔ انکی تعلیمات اور نظریات کو ملکی اور حکومتی سطح پر رائج نہیں کرتے۔ تو انکی امتوں اور انکے عالموں، انکے روحانی پیشواؤں اور انکے صاحب بصیرت حواریوں اور برہانی شعور کے وارثوں کو اس باطل اور غاصب جمہوریت کے ضابطہ حیات اور اسکے نظام کے خلاف احتجاج کرنا اور اسکو ختم کرنا ہوگا۔ مذہبی انقلاب میں انسانیت اور مذاہب پرست امتوں اور آنیوالی نسلوں کی فلاح مضمر ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام پیغمبران کی امتوں کو راہ ہدائیت سے نوازیں۔ امین۔

۸۔ انبیا علیہ السلام کے نظریات، انکی تعلیمات اور انکے کردار کی کرنیں کسی ایک فرد، کسی ایک نسل، کسی ایک قوم، کسی ایک ملک، کسی ایک بر اعظم کیلئے مختص نہیں ہیں۔ وہ بین الاقوامی اور آفاقی ہیں۔ انکی اخوت و محبت کی تعلیم آفاقی، انکی ادب واحترام کی تعلیم آفاقی، انکی اعتدال و مساوات کی تعلیم آفاقی، انکی امانت و دیانت کی تعلیم آفاقی، انکی صبر و تحمل کی تعلیم آفاقی، انکی ایثار و نثار کی تعلیم آفاقی، انکی سادہ اور بے سرو سامانی کی زندگی گذارنے کی تعلیم آفاقی، انکی عفو و درگذر کی تعلیم آفاقی، انکی مخلوق خدا کیلئے بے ضرر ہونے اور منفعت بخش ہونے کی تعلیم آفاقی، انکی مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھنے کی تعلیم آفاقی اور انکی عدل وانصاف کی تعلیم آفاقی۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران سلامتی اور خیر کا پیغام لیکر اس جہان رنگ و بو کو سنوارنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس دار الفناہ میں یکے بعد دیگرے بھیجے۔ ان تمام الہامی، روحانی تعلیمی صداقتوں کا مقصد اور محور ایک ہی تو ہے۔ کہ انسان اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم شاہکار اور ایک انمول تخلیق ہے۔ جسکی آسودگی، فلاح، راحت، خیر اور اسکے امن وسلامتی اور رہنمائی کیلئے یہ تمام پیغمبران اور تمام روحانی، الہامی صحیفے نازل فرمائے گئے۔ جن سے نوع انسانی کی رہبری اور رہنمائی کا طریقہ حیات، ضابطہ حیات اور سلیقہ حیات پوری طرح سمجھا دیا گیا ہے۔ تا کہ انسانی نسلیں زندگی گذارنے کے آداب، دنیا کی بے ثباتی سے آگاہی اور خدمت خلق سے آشنائی حاصل کر سکیں۔ انسان دنیا کے کسی کونے میں بھی ہو اسکی بیماری، تنگ دستی، تکلیف، مشکلات اور اسکی فطرتی ضروریات خوراک، لباس، ادویات وغیرہ کو مہیا کرنیکا شعور بیدار کیا۔ انسانی حقوق اور فرائض کا سلیقہ عطا کیا۔ انسانی زندگی کو تحفظ فراہم کرنے کی اولیٰ عبادت کا راستہ دکھایا۔ لیکن آج انبیاء علیہ السلام کی امتیں یہودی، عیسائی اور مسلمان اپنے اپنے سیاستدانوں اور حکمرانوں کی زیر قیادت مذہبی اقدار کے خلاف ایک اتم درجہ کی بغاوت اور مذہبی تہذیب کو مل کر روندنے کے عمل سے دوچار ہو چکی ہیں۔ تمام انبیاء علیہ السلام کی امتیں انکے نظریات اور تعلیمات کو معبد، کلیسا اور مسجد میں پابند سلاسل کر چکی ہیں۔ انکا سرکاری مذہب جمہوریت رائج پذیر ہو چکا ہے۔ انکی اسمبلیوں کے ممبران انکے پیغمبران کی حثیت اختیار کر چکے ہیں۔ دنیا کی تمام دولت، تمام وسائل اور تمام مخفی اور ظاہری خزانے انکی ملکیت بن چکے ہیں۔ توریت شریف، انجیل شریف اور قرآن شریف کے نظریات اور تعلیمی نصاب کی بجائے جمہوریت کے نظریات اور جمہوریت کے پیغمبران کے تیار کردہ اصول وضوابط پر مشتمل تعلیمی نصاب کی تعلیم وتربیت ان تمام امتوں کے فرزندان پر

سرکاری طور پر نافذ العمل ہو چکی ہے۔ جس نے انکا مذہبی تشخص مسخ کرنے کا عمل جاری کر رکھا ہے۔ اس طرح تمام امتوں کو بے بس، مجبور اور نظریاتی تضاد کے عذاب کا شکار بنایا جا رہا ہے۔

ا۔ اب سوچنا یہ ہے! ۔ کیا ہم ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران پر ایمان اور یقین رکھتے ہیں ۔ کیا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام، حضرت اسحٰق علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام اور حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ علیہ السلام ایک ہی نسل اور ایک ہی پیغمبر کی اولاد نہیں ہیں ۔ کیا ہم تمام امتوں کے فرزندان انبیاء علیہ السلام یا جمہوریت کے سیاسی قائدین کے امتی ہیں ۔

۲۔ کیا ہم پیغمبران کے نظریات اور ان کی الہامی کتابوں کے تعلیمی نصاب پر ایمان رکھتے ہیں یا جمہوریت کے مذہب کش اسمبلیوں کے ممبران کے تیار کردہ باطل تعلیمی نصاب کے پیروکار ہیں ۔

۳۔ کیا تمام امتوں کے فرزندان کو حکمرانوں نے جمہوریت کے باطل مذہب کے ممبران کے نظریات اور نظام کا سرکاری طور پر پابند نہیں بنا رکھا۔ جمہوریت کے نظام کی پیروی کے بعد ہم یہودی، عیسائی اور مسلمان کہلا سکتے ہیں یا پیغمبران اور مذاہب کے منکر، منافق اور باغی۔

۴۔ کیا ہم تمام پیغمبران کی امتوں کے فرزندان کو جمہوریت کے بے دین دانشوروں اور دین کش سیاستدانوں نے بڑے دھوکے کیساتھ بے بس، مجبور اور سرکاری بالا دستی کی بنا پر جمہوریت کے نظریات اور تعلیمات کے سرکاری پنجرے میں پابند کر کے تمام پیغمبران کا منکر اور منافق بنا نہیں رکھا۔

۵۔ کیا جمہوریت کے ملکی سطح کے اسمبلیوں کے ممبران کے الیکشن میں کوئی امین، دیانتدار، نیک، صالح، پرہیزگار، متقی، خدمت گذار، مصلح، انسانیت دوست غریب اور مذہب پرست حصہ لے سکتے ہیں یا ملکی خزانہ اور ملکی وسائل پر قابض اعلیٰ طبقہ کے قلیل سی تعداد کے با اثر مادہ پرست غاصب سیاستدان یعنی معاشی اور معاشرتی قاتل ہی اس میں شامل ہو سکتے ہیں ۔ کیا سرمائے دار اپنی پسند کی حکومتیں لانے کیلئے اربوں ڈالر اخراجات برداشت نہیں کرتے ۔

۶۔ کیا امریکہ جیسے ملک میں وسائل اور ملکی دولت پر قابض سرمایا دار انشورنس، تیل اور دوسری تجارتی کمپنیوں کے مالکان نے اپنے تحفظ اور اپنی اپنی منفعت اور پسند کے مذہب کش سیاستدانوں اور قائدین کی کامیابی پر اربوں ڈالر کے اخراجات برداشت نہیں کئے ۔ کیا تمام دنیا میں یہی سسٹم رائج نہیں ۔ یاد رکھو حکومتی پشت پناہی کرنے والے بے لگام سرمایا دار حکمرانوں کے ساتھ مل کر عوام الناس سے گدھوں کی سی محنت، مشقت اور خرکاروں کی طرح قانون کی چابک سے انکے معاشی اور معاشرتی حقوق اعتدال و مساوات کے فطرتی اصولوں کے منافی زبردستی چھینتے اور تذلیل کرتے چلے جا رہے ہیں ۔ یہ تو ٹیکسوں کے ذریعہ ہنرمندوں، مزدوروں، محنت کشوں، غریب کسانوں کے خون کا آخری قطرہ بھی نکالنے سے گریز نہیں کرتے ۔ وہ تو عوام الناس کی بنیادی ضروریات چھین کر ان کو زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا رکھنے کے عادی مجرم بن چکے ہیں ۔ دراصل جمہوریت ظالم، بے رحم سرمایہ داروں اور غاصب، قاتل درندہ صفات جابروں کی گھناؤنی

پناہ گاہ ہے۔جسکے سائے تلے وہ حصول مادیت اور حصول اقتدار کا کھیل کھیلتے ہیں اور مذہبی اقدار کو کچلنے کا عمل جاری رکھتے ہیں۔دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کے حکومتی ایوانوں اور تجارتی اداروں پر یہ ظالم قابض ہونے کے بعد اب اسی نظام اور سسٹم کے ذریعہ دنیا کے تمام وسائل اور دولت کو اپنے کنٹرول میں لیکر وہ تمام دنیا پر حکمرانی کے خواب دیکھ رہے ہیں۔وہ دنیا بھر کے عوام کی غربت، تنگدستی، بھوک کی عبرتناک اموات کی اذیتوں کے مجرم ہیں۔مادہ پرست اور اقتدار پرست نہ یہودی ہوتے ہیں۔نہ عیسائی اور نہ ہی وہ مسلمان۔وہ تو مذہب کے نظریات اور تعلیمات کے دشمن اور نمرود، فرعون، شداد، ہامان اور یزید کے نظریات کے پرستار ہوتے ہیں۔

۷۔کیا مادہ پرست اور اقتدار پرست نمرود، فرعون اور یزید کے پیروکار حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امتوں میں ایک منافق، غاصب اور مذہبی نظریات کے قاتل کے روپ میں داخل نہیں ہو چکے۔

۸۔کیا پیغمبران اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے مصلح ہوتے ہیں یا ووٹ کے ذریعہ جمہوریت کے الیکشن جیت کر اس مقام پر متعین ہوتے ہیں۔

۹۔کیا اللہ تعالیٰ کے نظام کو قائم رکھتے ہوئے۔پیغمبران کی امتوں میں سے سلیم فطرت اور نیک، صالح اور پرہیزگار، متقی اور امین، صادق اور دیانتدار، اعتدال اور مساوات، عادل اور منصف اوصاف پر مشتمل پیغمبران کے نظریات اور تعلیمات کی روشنی میں ایسے افراد کا چناؤ لازم ہے۔یا نمرود، فرعون اور یزید کے مادہ پرست اور اقتدار پرست جمہوریت کے پیروکاروں کے نظریات، کردار اور تعلیمات کی روشنی میں باطل، غاصب اور معاشی قتال کرنے والے افراد کو جو دولت اور وسائل کی فرعونی طاقت سے ووٹ حاصل کر کے الیکشن جیتیں ان کو نظام حکومت پیش کرنا بہتر ہے۔

۱۔کیا عیسائی امت پر مشتمل امریکہ جیسے ملک میں اقتدار اور مادہ پرستوں کا ایک قلیل سا فرعونی طبقہ، یہودیوں کے روپ میں اسکی معیشت اور اقتدار پر قابض نہیں ہو چکا۔

۲۔کیا اس فرعونی طبقہ کو یہودی یا عیسائی یا مسلمان کہنا حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ یا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ علیہ السلام کی امتوں کی توہین نہیں۔

۳۔کیا انہوں نے امریکہ جیسے عظیم ملک کے تمام کارخانے ملیں، فیکٹریاں، مختلف کاروباری کمپنیاں اور ہر قسم کی تجارت پر قبضہ کر نہیں رکھا۔

۴۔کیا ان گنتی کے چند افراد نے امریکی عوام کو معاشی اور معاشرتی طور پر یرغمال بنا نہیں رکھا۔کیا وہ انکی معیشت اور سیاست پر قبضہ نہیں کر چکے۔

۵۔کیا وہ امریکہ کے ذریعہ تمام دنیا کی سیاست، تجارت اور معیشت پر قابض ہوتے نہیں جا رہے۔

۶۔ کیا عیسیٰ علیہ السلام کی امت اپنے ہی ملک میں اس مادی برتری کی بنا پر انکی ملازم بن نہیں چکی۔ کیا مالک اور نوکر، آقا اور غلام، برہمن اور شودر کے طبقے قائم نہیں ہو چکے۔

۷۔ کیا امریکہ کی تمام دولت، وسائل، خزانہ، ملیں، فیکٹریاں، کارخانے اور تمام تجارتی ادارے انکی ملکیت بن نہیں چکے۔

۸۔ کیا امریکی عوام انکے تمام اداروں میں لیبر، محنت کش اور ملازم نہیں بن چکے۔

۹۔ کیا وہ محنت کشوں سے ان اداروں میں گدھوں کی طرح سخت محنت اور مشقت سے کام نہیں لیتے۔

۱۰۔ کیا وہ خرکاروں کی طرح اپنی انتظامیہ کی تلوار سے اپنی مرضی کے مطابق اجرت کی چھڑی کے ذریعہ ہانکتے نہیں رہتے۔

۱۱۔ کیا وہ ٹیکسوں کے ذریعہ انکی رات دن کی محنت، مشقت اور خون پسینے کی کمائی وچھین کر اپنی تجوریاں بھرتے نہیں آرہے۔

۱۲۔ کیا نمرود، فرعون، شداد، ہامان اور یزید کے پیروکار حصول مادیت اور حصول اقتدار کی جنگ امریکہ کے عوام سے جیت نہیں چکے۔

۱۳۔ کیا وہ جمہوریت کے نظریات، کردار اور تعلیمات کو رائج الوقت کر کے ایک لاکھ بیس ہزار پیغمبران کے نظریات، کردار اور تعلیمات کو ایک دجال کی طرح نگل نہیں چکے۔

۱۴۔ کیا وہ یہودیوں اور سرمایہ داروں کے روپ میں نمرود، فرعون اور یزید کے کردار کی بدترین شکل اختیار نہیں کر چکے۔

۱۵۔ کیا یہ مادہ پرست اور اقتدار پرست یہودیت کے روپ میں عیسائیت کی مغربی اور امریکی قیادت کو گمراہ کرنے، جمہوریت کے ذریعہ تمام دنیا کے ممالک اور انکی عوام کو زیر کرنے اور انکی دولت، وسائل پر قبضہ کرنے، بنی نوع انسان کو جنگوں کا ایندھن بنانے، امریکی عوام اور انکی افواج کا قتال کروانے، انکی شہرت کو رسوائے زمانہ کروانے، انکے خلاف نفرت کی آگ جلانے، مذاہب پرستوں کو مسلکوں اور

فرقوں میں الجھانے، ملتوں کی وحدت کو پارا پارا کرنے، مذاہب کی امتوں کو ایک دوسرے کے خلاف نفاق اور نفرت کی آگ میں جھونکنے، مذاہب کے نظریات، ضابطہ حیات، اخلاقی اقدار اعلیٰ صفات اور پر تاثیر صداقتوں کو جمہوریت کی بالا دستی کی طاقت سے کچلنا، مذاہب پرستوں کا ایک دوسرے کے خلاف جنگیں مسلط کرنا، تمام پیغمبران انکے نظریات، کردار اور تشخص کو مسخ کر کے دوسرے عالمی نظریات کیمونسٹوں، شو شیلسٹوں، ہندوؤں، بدھوں، آتش پرستوں کے پیروکاروں کے سامنے پیش کرنا، کیا یہ ایک لاکھ چابیس ہزار پیغمبران کے سلامتی کے نظریات، تعلیمات اور ان کے مذاہب کے خلاف ایک دل سوز، عبرتناک سازش نہیں ہے۔

۱۵۔ کیا وہ جمہوریت کے ذریعہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کے نظریات، تعلیمات، ازدواجی زندگی سے اجتماعی زندگی تک، چادر اور چار دیواری سے لیکر مخلوط معاشرے تک، اعتدال ومساوات کو فروغ دینے کی بجائے وسائل اور دولت پر قابض ہونے تک، اخوت ومحبت کے عمل کو بجالانے کی بجائے اسکو کچلنے تک، انسانیت کا عزت واحترام کرنے کی بجائے اس کو روندنے تک، خالق کی مخلوق کو کنبہ خدا سمجھنے کی بجائے انکو نیست ونابود کرنے تک، بنی نوع انسان کے حقوق کو تحفظ فراہم کرنے کی بجائے انکا قتال کرنے تک، دنیا میں عدل وانصاف رائج کرنے کی بجائے اسکو ناپید کرنے تک۔ کیا یہ جمہوریت کی بالا دستی کے ذریعہ مذہبی ضابطہ حیات پر **مشتمل** مذہبی تہذیب کو ختم اور نیست ونابود نہیں کر چکے۔

۱۔ کیا جرمن، روس اور دوسرے ممالک نے ان معاشی اور معاشرتی دجالوں کو جو یہودیت کے روپ میں انکے ممالک میں داخل ہوئے۔

۲۔ کیا انہوں نے انکو انکے نمرودی، فرعونی اور یزیدی کردار کی بنا پر **ملک** بدر نہیں کیا تھا۔

۳۔ کیا عیسائی امت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کی خوبیوں، انکی سیرت، انکے اخلاقیات، انکی صفات، انکے کردار، انکی صداقتوں اور انکی عظمتوں سے آشنا نہیں۔

۴۔ کیا ان کو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی محبوب امت کے حسین وجمیل اخلاق و کردار کی پہچان نہیں۔

۵۔ خدارا تمام امتیں مل کر اس فتنہ کو ختم کریں اور اپنے اپنے مذاہب کے سلامتی کے نظام کی پیروی کریں۔ تاکہ دنیا امن کا گہوارا بن سکے۔ امین

۶۔ کیا جمہوریت کے پرستار سرمایہ دار اور حکمران یہ بات واضح کر سکتے ہیں۔ کہ

انہوں نے جمہوریت کا نظام اور سسٹم ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کے سلامتی کے نظریات، کردار اور تعلیمات کے متضاد اور الہامی نظام کو کچلنے کیلئے معرض وجود میں نہیں لایا ہے۔

۷۔ کیا جمہوریت کے نظریات، اسکے مذہب کش قوانین اور اعتدال و مساوات کچلنے والے ضوابط کی سرکاری طور پر پیروی کرنے کے بعد کسی بھی امت کا فرزند اپنے پیغمبر کا امتی کہلا سکتا ہے۔

۸۔ کیا جمہوریت کے نظریات اور ان پر مشتمل ضابطہ حیات ایک دجال کی طرح تمام انبیاء علیہ السلام کے نظریات اور ضابطہ حیات کو نگلتے نہیں جا رہا۔

۹۔ کیا دنیا کے تمام مذاہب کے حکمران اور جمہوریت کے اسمبلیوں کے ممبران ان حقائق کی روشنی میں ان واقعات کی تردید یا تصدیق فرماویں گے۔

۱۰۔ کیا دنیا کی سب سے بڑی عدالت یو این او کے سیکٹری جنرل کوفی عنان اور ان کے صاحب فکر تمام ارکان، دنیا کے سپر پاور کے صدر مسٹر بش صاحب اور تہذیب حاضر کے شاہکار ملک برطانیہ کے وزیر اعظم مسٹر ٹونی بلیر صاحب اس بارے میں تمام اہل مذاہب کی امتوں کے فرزندان کو اپنی رائے اور اپنی ضمیر کے فیصلہ سے مستفیض فرماویں گے۔

۱۱۔ کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نظریات اور تعلیمات کے پیروکار ہیں یا نمرود، فرعون، شداد، ہامان کے نظریات اور تعلیمات پر مشتمل جمہوریت کے باطل نظام اور سسٹم کے۔

۱۲۔ خدا را اپنی ضمیر کے پاکیزہ، طیب اور منزہ فیصلہ سے تمام امتوں کے فرزندان کو آگاہ فرماویں کیونکہ نظریات کے تضاد کی شکار امتیں ایک مذہبی، الہامی اور روحانی کینسر میں سسکتی اور تڑپتی اور نفرت، نفاق اور دہشت گردی کے شعلوں میں نہ بھسم ہوتی جائیں۔

۱۳۔ کیا اس تضاد کا منطقی نتیجہ مذہب کشی، نظریات کشی پیغمبر کشی اور امت کشی نہیں ہوگا۔

۱۴۔ کیا اس نظام کی پیروی کا حتمی نتیجہ اس جہان رنگ و بو کو ایٹمی شعلوں سے خاکستر
کرنا نہیں ہوگا۔

۱۵۔ بنی نوع انسان اور تمام مخلوق خدا کو نیست و نابود ہونے اور اس جہان رنگ و بو
اور اس حسین و جمیل کائنات کو بچانے کا وقت ہے۔

۱۶۔ یا اللہ جب باطن مذہب کی صداقتوں اور دل رب جلیل کے ذکر میں محو ہو اور ظاہر جمہوریت کے بے دین، باطل اور غاصب سیاستدانوں اور قائدین کے نظام، احکام اور قوانین و ضوابط کے روح سوز عمل سے دوچار ہو۔ تو انسانی ضمیر کے چہرے پر نفرت کے زخم کیوں نہ ناسور بنتے جائیں۔ اے اللہ! تو تمام طاقتوں اور قدرتوں کا مالک اور وارث ہے۔ تیری بارگاہ میں وقت کا فقیر تمام امتوں اور پوری انسانیت کے لئے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے بیٹھا ہے۔ خداوند قدوس تمام امتوں کو انبیاء پرستی، مذہب پرستی، توحید پرستی، سچائی، سلامتی اور ادب جہاں کی منزل کی مسافرت کا مسافر بنا دے۔ یا اللہ اس دنیا کو امن و سکون کا گہوارہ بنا دے۔ امین۔

OQASA